دربار عالیہ چراغیہ لاہور اور جامعہ چراغیہ گوجرہ کا ترجمان

انیسِ سالکاں

صفر المظفر ۱۴۴۵ھ ستمبر 2023ء

سلسلہ اشاعت نمبر: 105

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

www.aneesesalikan.com

دربار عالیہ چراغیہ لاہور
دارالعلوم جامعہ چراغیہ گوجرہ کا ترجمان

انیس سالکاں

صفر المظفر 1445ھ / ستمبر 2023ء

سلسلہ اشاعت نمبر 105

بفیضان نظر کرم

امام طریقت، قطب مدار، حضور قبلہ عالم

حضرت پیر سید محمد چراغ علی شاہ صاحب مراڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بظل عاطفت

جانشین قطب مدار، فخر الاولیاء

حضرت پیر سید محمد انیس المجتبیٰ ضیاء الحسن شاہ صاحب مراڑوی رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

جگر گوشہ حضور قبلہ عالم نما

حضور صاحبزادہ الحاج پیر سید محمد ذیشان المجتبیٰ ضیاء الحسن شاہ صاحب

مرکزی سجادہ نشین دربار عالیہ چراغیہ پیر کالونی شریف والٹن کینٹ لاہور

زیر نگرانی

صاحبزادہ الحاج پیر سید محمد احسان المجتبیٰ ضیاء الحسن شاہ صاحب

صدر دارالعلوم جامعہ چراغیہ گوجرہ

صاحبزادہ الحافظ پیر الحاج سید محمد عثمان المجتبیٰ ضیاء الحسن شاہ صاحب

ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ چراغیہ گوجرہ

مدیر

پروفیسر محمد فیض الرسول صاحب

معاون مدیر

مولانا علامہ قاری غلام یٰسین صاحب

مجلس مشاورت

علامہ مولانا قاری محمد زوار بہادر صاحب، پروفیسر ڈاکٹر مجاہد احمد صاحب، علامہ مولانا محمد الیاس صاحب

علامہ مولانا قاری سید محمد سلیم شاہ صاحب، علامہ مولانا محمد جاوید صاحب، حافظ ضیاء المصطفیٰ صاحب

علامہ مولانا الطاف احمد جمالی صاحب، حافظ عبد العلی شہزاد صاحب

ہدیہ
فی شمارہ 30 روپے

مجلس اشاعت

جناب عبدالرؤف صاحب، حافظ محمد صدیق صاحب
حافظ محمد علی نواز صاحب، جناب محمد احمد حسن صاحب

042-36675174
contactus@aneesesalikan.com
aneesesalikan@gmail.com
website: www.aneesesalikan.com

مرکزی دفتر: مرکزی دارالعلوم جامعہ چراغیہ رضویہ گوجرہ
046-3510811
046-3512801

حسن ترتیب

صفحہ نمبر	مضامین	
3	پروفیسر حافظ محمد فیض الرسول	اداریہ
6	جناب عاشق حسین عاشق	حمد باری تعالی
7	جناب جمیل مستانہ صاحب	نعت رسول ﷺ مقبول
8	جناب جمیل مستانہ صاحب	منقبت حسن حضور قبلہ عالم
9	مولانا مفتی غلام یٰسین نقشبندی صاحب	درس قرآن مجید
14	مولانا مفتی غلام یٰسین نقشبندی صاحب	درس بخاری
18	(حافظ غلام رسول سعیدی)	درسِ ختم نبوت ﷺ
21	ڈاکٹر مغیرہ بدر	امام حسینؓ کا کربلا کا سفر
26	سید غلام جیلانی شاہ صاحب	خواجہ سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ
28	پیشکش: حافظ محمد فیض الرسول	ملفوظات ذیشان ((حضرت پیر سید محمد ذیشان المجتبی ضیاء الحسن مرکزی سجادہ نشین)
32	احمد حسن منظور	اخبار سالکاں

انیس سالکاں خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی تحفہ دیں۔

اگر آپ کے پاس حضور قبلہ عالم یا حضور قبلہ نما رحمتہ اللہ علیہ سے کوئی یادگار ملاقات یا آپ کی سیرت و کردار کے حوالے سے کوئی بات یا واقعہ آپ کے علم میں ہو تو آپ اسے لکھ کر نیچے دیے گئے پتہ پر ارسال کریں۔۔

اگر یہ بھی ممکن نہیں تو موبائل فون پر ریکارڈ کروا دیں۔　رابطہ نمبر 0333-4544062

اداریہ

(اولیاء کرام کا بعد از وصال تصرف و مدد کرنا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث نمبر: 6021 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو شخص میرے کسی ولی (بندہ مقرب) سے عداوت رکھے تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں، اور میرا بندہ کسی اور میری پسندیدہ چیز کے ذریعے میرا قرب نہیں پاتا جتنا کہ فرائض کے ذریعے (میرا قرب پاتا ہے) اور میرا بندہ نفل (زائد) عبادات کے ذریعے ہمیشہ میرا قرب پاتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت فرماتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو اسے ضرور عطاء کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ عطاء فرماتا ہوں

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں مرتبہ ولایت پر فائز ہونے کے اسباب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مرتبہ ولایت کے حصول کی یہی صورت ہے کہ بالواسطہ یا بلا واسطہ آئینہ دل پر آفتاب رسالت کے انوار کا انعکاس ہونے لگے اور پرتو جمال محمدی (علی صاحبہ اجمل الصلوات واطیب التسلیمات) قلب و روح کو منور کردے اور یہ نعمت انہیں بخشی جاتی ہے جو بارگاہ رسالت میں یا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلّم کے نائبین یعنی اولیاء امت کی صحبت میں بکثرت حاضر رہیں۔

لفظ ولی کے تمام لغوی معانی مبالغہ کے ساتھ اللہ کے محبوب و مقرب بندوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس کے دلائل کتاب وسنت اور سیرت بزرگان دین میں بکثرت موجود ہیں اور اس حدیث پاک میں بھی اس پر مضبوط استدلال موجود ہے۔

حدیث بالا میں لفظ "بالحرب" سے اللہ تعالیٰ کا ولی کے دشمن کے خلاف اعلان جنگ ہے یا پھر دشمن ولی کا اللہ کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کسی کے خلاف اعلان جنگ سے مراد یہ ہے کہ اللہ اسے دنیا میں ہدایت کی توفیق مرحمت نہ فرمائے یا اسے ایمان پر خاتمہ نصیب نہ فرمائے۔ اور آخرت میں اسے عذاب الیم میں مبتلا کردے۔

بزرگان دین فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے دو گناہوں پر وعید جنگ فرمائی ہے: 1. سود۔ 2. اللہ کے محبوب بندوں سے عداوت۔

حدیث بالا میں قرب محبت پانے والے شخص کے متعلق لفظ "عبدی (میرا بندہ)" فرمانے میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں بلند مراتب حاصل کرنے کا اصل سبب خدا تعالیٰ کی بندگی ہے۔ جیسا سورہ اسراء میں آیت اسراء میں حضور سید المرسلین کے لئے عبد کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اور "مما افرضت علیہ" فرض سے مراد وہ دینی احکام ہیں جنہیں دلیل قطعی کے ذریعے جن وانس پر لازم کردیا جائے۔ فرض کا انکار کفر ہے، اور فرض کو ادا نہ کرنے والا فاسق و فاجر ہے۔ بعض مقامات پر فرض کا اطلاق نواہی پر بھی ہوتا ہے کیونکہ نواہی میں بھی کام کو نہ کرنا فرض کردیا جاتا ہے بلکہ نواہی سے احتراز کرنا، اوامر کی ادائیگی سے زیادہ ضروری ہے۔

حدیث بالا میں "ومایزال العبد یتقرب الی بالنوافل" میں نوافل سے مراد وہ عبادات ہیں جو فرض وواجب نہیں۔ جیسے نفلی نماز، نفلی روزہ، تلاوت قرآن، محافل میلاد، محافل ایصال ثواب، درود شریف وغیرہ۔ اور "فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ تا ورجلہ التی یمشی" میں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ محبوب کے کان ہاتھ اور پاؤں بن جانے سے مراد یہ ہے کہ جب بندہ مومن فرائض پر پابندی کے بعد نوافل کی کثرت اختیار کرتا ہے اور مجاہدات وریاضات کے ذریعے وہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے انوار وتجلیات اس پر وارد ہوں تو وہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔ اب اس کا سننا، دیکھنا، پڑھنا اور چلنا عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے دوریاں اور فاصلے ختم کردیئے جاتے ہیں اور وہ جہاں چاہے تصرف کرسکتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک صحابی کا واقعہ موجود ہے کہ ملکہ یمن بلقیس مسلمان ہونے کی غرض سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار کے قریب پہنچ چکی تھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم میں کون ہے جو بلقیس کا تخت (سینکڑوں میل دور صنعاء یمن سے) اس کے میرے پاس پہنچنے سے پہلے میرے پاس لائے؟" تو قرآن مجید، پارہ نمبر 19، سورہ نمل، آیت نمبر 40 میں ہے: اس شخص نے جسکے پاس کتاب کا علم تھا کہا: میں آپکے پاس وہ تحت آپکی آنکھ جھپکنے سے پہلے لاتا ہوں۔

یہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی تھے، لیکن حضور سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلّم کی امت کے اولیاء کی شان پہلی امتوں کے اولیاء کرام سے کہیں زیادہ ہے۔

اس حدیث میں اولیاء کیلئے جن مافوق الاسباب اختیارات کا ذکر ہے وہ اختیارات روحانی ہیں، لہٰذا اولیاء کرام کو یہ اختیار وفات کے بعد بھی حاصل رہتے ہیں کیونکہ اجماع امت ہے کہ وفات سے روح فنا نہیں ہوتی، بلکہ علامہ ابن خلدون مقدمہ ابن خلدون میں فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد روح جسم سے آزاد ہونے کی وجہ سے زیادہ طاقتور ہوجاتی ہے۔

روح کا وفات کے بعد دنیاوی زندگی کی نسبت زیادہ مضبوط ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، جو کہ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، حدیث نمبر 1252 میں ہے کہ: بیشک میت دفن کرکے لوٹنے والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔

حالانکہ اگر زندہ آدمی کو قبر میں دفن کردیا جائے تو وہ باہر سے لاؤڈ سپیکر کی آواز بھی نہیں سن سکتا، لیکن میت جوتوں کی آواز سنتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حجۃ الاسلام امام غزالی کے حوالے سے فرماتے ہیں: جن سے زندگی میں استمداد (مدد) حاصل کی جاتی ہے، ان سے بعد از وصال بھی استعانت (مدد مانگنا) کی جاتی ہے، مشائخ عظام میں سے بعض نے کہا ہے کہ میں نے چار حضرات کو دیکھا کہ وہ جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے اسی طرح اپنی قبروں میں بھی تصرف کرتے ہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ، ایک شیخ معروف کرخی اور دوسرے شیخ عبدالقادر جیلانی، اور ان کے علاوہ دو (۲) کا نام اور لیا، ان کا مقصود ان چار میں حصر کرنا نہیں تھا بلکہ محض اپنے مشاہدے کو بیان کرنا تھا۔ (أشعة اللمعات 1/715)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چار بزرگ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زندگی کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ (زبدۃ الآثار صفحہ 21 مترجم صفحہ 31 مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چار بزرگ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زندگی کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ (زبدۃ الآثار)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بھی عقیدہ حیات الاولیاء بعد از وصال کے قائل ہیں جبھی تو لکھا ہے کہ: وہ (حضور غوث پاک) شیخ عبدالقادر جیلانی (علیہ الرحمہ) ذات گرامی ہے اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ موصوف اپنی قبر میں "زندوں کی طرح تصرف" کرتے ہیں۔

یعنی حضور غوث پاک نہ صرف اپنے مزار شریف میں زندہ ہیں بلکہ زندوں کی طرح تصرف بھی فرماتے ہیں یعنی کہیں بھی آجا سکتے ہیں اور اسی بنا پر اگر اِن سے استمداد و استعانت کی جائے کہ یہ اللہ کی عطا سے مدد پر قادر ہیں بگڑی بنا دیں گے تو ایسا عقیدہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

علاوہ ازیں تمام سلاسل روحانیہ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ وغیرہا کے مسلمہ مشائخ کا اہل قبور سے فیض حاصل کرنے اور ان کے روحانی تصرفات پر اجماع ہے۔

حدیث بالا میں لفظ "ولان سالنی لاعطینہ یعنی اگر وہ مجھ سے مانگے تو ضرور اسے عطاء کرتا ہوں۔" سے اولیاء کرام کی دعاؤں کا قبول ہونا ثابت ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اولیاء کرام سے دعا کروانا ہمیشہ سے مسلمانوں میں مروج ہے۔ حضور نبی اکرم نے صحابہ کرام کو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل اویس قرنی، حدیث: 4612 میں ہے:

ترجمہ: "تم میں سے جس کی بھی ان (اویس قرنی) سے ملاقات ہوا تو وہ تمہارے لئے استغفار کریں۔

اور امام بخاری و مسلم کے استاذ شیخ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پیدا ہوا تو صحابی رسول حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ نبوی پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ آپ اپنی امت کے لئے بارش کی دعاء فرمائیں کیوں کہ وہ ہلاک ہونے والی ہے۔

چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6 صفحہ 356 طبع ریاض اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلّم نے خواب میں فرمایا: عمر کے پاس جاؤ انہیں سلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہوگی۔

حدیث بالا میں لفظ "ولان استعاذنی لاعیذنہ یعنی اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور بالضرور پناہ دیتا ہوں" سے مراد نفس شیطان کے شر سے یا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی طرف سے سختی یا اس کی بارگاہ سے دوری وغیرہ سے پناہ مانگنا مراد ہے۔ یہی وجہ ہے جو ہم کہتے ہیں کہ اولیاء کرام گناہوں سے محفوظ ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کو اپنی پناہ میں رکھتے ہوئے گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور کسی حکمت کے تحت ان سے کوئی لغزش ہو جائے تو فوراً رجوع الی اللہ کی توفیق مرحمت فرماتے ہیں۔

☆☆☆

حمد باری تعالیٰ

کلام عاشق حسین عاشق

مقدر بانٹنے والا مقدر بانٹ دیتا ہے
کبھی قطرہ کبھی پورا سمندر بانٹ دیتا ہے

محبت اُس کو ہو جائے تو پھر محبوب کی خاطر
زمین و آسماں کا سارا لنگر بانٹ دیتا ہے

اگر محفوظ رکھنا چاہے اپنے گھر کو دشمن سے
ابابیلوں کے لشکر میں وہ کنکر بانٹ دیتا ہے

یہ ساری بے بسی، کاسہ بدستی کیا تماشہ ہے؟
میرا مالک اگر حصہ برابر بانٹ دیتا ہے

وہ جسکی آن کو امت نے عاشق تشنہ لب مارا
سنا ہے حشر میں وہ آب کوثر بانٹ دیتا ہے

☆☆☆

وَعَنْ أُسْمَاءَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللَّهُ عَلَيْكِ ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ«

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’خرچ کر لیکن شمار نہ کر ورنہ اللہ تجھے بھی گن گن کر دے گا، (مال کو) روک کر نہ رکھ ورنہ اللہ تجھ سے روک لے گا اور جتنا ہو سکے عطا کرتی رہو۔‘‘ متفق علیہ۔

زکوۃ کا بیان Status : صحیح Mishkat ul Masabih#1861

☆☆☆

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(نعت شریف)

نبیاں دے سلطان دیاں کیا باتاں نے

زہرہ دے بابا جان دیاں کیا باتاں نے

پڑ کے دیکھ قرآن تے توں وی آکھیں گا سوہنیاں

تیری شان دیاں کیا باتاں نے

طالب تے مطلوب جہدے وچ بولدے نے

ایسی پاک زبان دیاں کیا باتاں نے

میزبانی جس دی رب دی ذات کرے

حسین مہمان دیاں کیا باتاں نے

بن دیکھیاں تصدیق معراج دی کیتی اے صدیق

تیرے ایمان دیاں کیا باتاں نے سر نیزے تے

دیکھ تلاوت کردا اے

کربل دے ذیشان دیاں کیا باتاں نے

نعت نوں جہڑا لعت سمجھ کے پڑھ دا اے

ایسے نعت خوان دیاں کیا باتاں نے

جو مستانیاں کتے وی سانوں بھلے نئیں

ایسے مہربان دیاں کیا باتاں نے

☆☆☆☆

منقبت بحضور قبلہ عالم

جناب جمیل مستانہ

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ میرا پیر کمال مراڑے والا اے
سوہناں سخی لجپال مراڑے والا اے
جس بوہے توں خالی کوئی مڑیا نئیں
اوس علی دا لال مراڑے والا اے
لاثانی دے فیض دا صدقہ
ساریاں نوں کردا مالا مال مراڑے والا اے
واسطہ پا کے دیکھ انہیں پیارے دا
دیندا دکھڑے ٹال مراڑے والا اے
میرے سخی دی سخا نو دنیاں جان دی اے
پورے کردا سوال مراڈے والا اے
بے خبر نہ سمجھ لیں قبلہ عالم نوں
جانے سب دا حال مراڈے والا اے
گندے مندے میں ورگے مستانیاں نوں
لاوندا سینے نال مراڑے والا ایا

☆☆☆☆

وَعَن قُطبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: »اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ والأعمال والأهواء .«رَوَاهُ التِّرمِذِيّ

حضرت قطبہ بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں برے اخلاق، بُرے اعمال اور بُری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“، رواہ الترمذی۔

Mishkat ul Masabih#2471: صحیح دعاوں کا بیان

درس قرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(حضرت علامہ مولانا مفتی غلام یٰسین نقشبندی صاحب صدر مدرس جامعہ چراغیہ رضویہ گوجرہ)

قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدَةً‌ؕ قُلۡ اَتَّخَذۡتُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ عَهۡدًا فَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ عَهۡدَهٗۤ‌ اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ(80)

ترجمہ؛

ور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن تم فرمادو کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں

تعلق:

اس آیت کا پچھلی آیت سے چند طرح تعلق ہے۔ پہلا تعلق اس سے پہلے موجودہ یہودیوں کے دو عیب بیان ہو چکے اب ان کا تیرا عیب بیان ہو رہا ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ ان کے عیب فعلی تھے یہ قولی۔ یعنی پہلے فرمایا گیا تھا کہ وہ یہ کرتے ہیں اب ارشاد ہو رہا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں۔ دوسرا تعلق اس سے پہلے موجودہ یہود کی بدعملیوں کا ذکر تھا اب اس کی وجہ بتائی جارہی ہے۔ یعنی ان کو ان بدکاریوں کی اس لئے ہمت پڑی کہ انہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم جو چاہیں کریں ہم کو چند روز سے زیادہ عذاب نہ ہوگا۔ یا وہ سمجھ چکے ہیں کہ ہم کو چند روز عذاب ضرور ہوگا۔ خواہ نیکوکاری کریں یا بدکاری جب یہ ہوتا ہی ہے تو ہم دنیا میں مزے کیوں نہ اڑا لیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کی آس پا یاس نے انہیں گناہ پر دلیر کر دیا۔

شان نزول حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہود کہتے تھے کہ ہم دوزخ میں صرف اتنی مدت رہیں گے جتنی کہ ہمارے باپ داداؤں - نے بچھڑے کی پوجا کی ہے۔ یعنی چالیس دن اس کے بعد عذاب سے چھوٹ جائیں گے اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر

وَقَالُوا یہ سارے یہودیوں کا قول ہے علماء تو اپنی طرف سے بنا کر کہتے تھے جاہل ان کی پیروی سے یعنی کہا کہ ان سب یہودیوں نے کہ لن تمسنا النّائر ہم کو آگ چھوئے گی بھی نہیں۔ خواہ کتنے ہی بدکاریاں اور کفریات کرلیں۔ یعنی آگ میں رہنا تو کیا ہم کو اس کے شعلے بھی نہ پہنچیں گے اِلَّا آیا ما معدود پھر گنتی کے دن اس الا سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہم جہنم میں کبھی نہ رہیں گے ہاں کچھ دن ہم کو آگ کے شعلے پہنچ جائیں گے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ گنتی کے دن سے کیا مراد بعض نے فرمایا کہ تھوڑے دن، خواہ کتنے بھی ہوں جیسے کہا جاتا ہے وہاں گنتی کے آدمی تھے۔ بعض نے کہا سات دن کیونکہ ایام جمع قلت ہے جو دس تک بولی جاتی ہے اور وہ سات دن اس لئے کہتے تھے کہ بنی آدم کی زندگی کل سات ہزار سال ہے اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے مقابلہ میں ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَاِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ

سَنَۃٍ مما تعدون (حج:۴۷) اس حساب سے ہم کو سات دن آگ پہنچے گی۔ بعض نے کہا کہ اس سے چالیس دن مراد ہیں کیونکہ اس قدر انہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی اور ایام اگر چہ جمع قلت ہے مگر مجاز دس سے زیادہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے قرآن کریم نے ماہ رمضان کے بارے میں فرمایا۔ آیا ما معدودۃ بعض نے فرمایا۔ چالیس سال جس قدر کہ وہ میدان تیہ میں پریشان رہے۔ بعض یہودی کہتے تھے کہ جہنم کے دو کناروں میں چالیس سال کا فاصلہ ہے جب ہم جہنم میں جائیں گے تو وہاں ٹھہریں گے نہیں بلکہ اپنے باپ داداؤں کی شفاعت کے زور سے گزرتے رہیں گے اور چالیس برس میں اس فاصلہ کو طے کرلیں گے۔ ہمارے باپ دادا انبیاء کرام، رب تعالی کے ہاں ایسے دخیل کار ہیں کہ رب کو ان کی ہر بات دب کر ماننی پڑتی ہے۔ اب تو اسے ایک ہر ہر دور میں گرما میں کیا اسے ایک ملانے وار کرنے کی ہار کا دیں گے۔ اس قسم کی شفاعت اور وسیلہ ماننا کفر بلکہ شرک ہے رب تعالی دھونس د دباؤ سے پاک ہے۔ لَم یَکُن لَّہٗ وَلِیٌّ من الدال (الاسراء: 11) اس پر گواہ ہے بعض یہودی کہتے تھے کہ ہر شخص کو بقدر گناہ عذاب ہوگا۔ یعنی بلوغ کے بعد جتنے دن اس نے گناہ یا کفر کیا اتنے ہی دن اسے عذاب رہے گا۔ کیونکہ گناہ سے زیادہ عذاب دینا ظلم ہے اور خدا اس سے پاک ہے بعض کہتے تھے کہ روح اصل میں پاک صاف نورانی ہے برے کاموں سے کچھ مکدر ہو جاتی ہے مرنے کے بعد کچھ روز اس پر گناہوں کا عذاب رہتا ہے۔ اس کا نام عذاب ہے اور پھر وہ صاف ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے۔ جیسے پانی اصل میں ٹھنڈا ہے آگ پر رکھنے سے گرم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد بھی کچھ دیر گرم رہتا ہے۔ پھر خود بخود ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ بعض کہتے تھے کہ ہم خدا کے پیارے اور اس کے بیٹے ہیں ہم کو وہ ہرگز عذاب نہ دے گا بلکہ پیارے باپ کی طرح کچھ دن بطور تنبیہ مزا دے دے گا۔ بعض کہتے تھے کہ گناہوں کی طرح کفر کا عذاب بھی دائمی نہیں بلکہ کافر کی بھی آخر میں نجات ہے۔ سبحان اللہ قرآن کریم نے ان کی اتنی بکواس کو ایک لفظ میں بیان فرما دیا۔ یہ تو ان کا عقیدہ تھا۔ اب ان کی کیا ہی نفیس تردید فرمائی جاتی ہے۔ قالی اَتَّخَذۡتُم عِندَ اللہِ عھدا اے محبوب ان سے پوچھو تو الخ۔ کیا تم نے اس کا خدا سے کوئی وعدہ یا پروانہ لے رکھا ہے۔ یعنی آخرت کی باتیں معقل و قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتیں اس کے لئے نقل اور سنے کی ضرورت ہے جو انبیاء کرام سے حاصل ہوسکتا ہے۔ تو کیا تم نے توریت وغیرہ میں کہیں یہ ہمارا عہد پڑھا ہے؟ لاؤ کتاب دکھاؤ اور یقیناً کسی آسمانی کتاب میں تو ہے نہیں۔ خیال رہے کہ اَتَّخَذۡتُم میں دو ہمزہ تھے۔ ایک استفہامیہ اور دوسرا باب افتعال کا مگر پہلے کی وجہ سے دوسرا گر گیا اور یہ استفہام انکاری ہے نیز یہاں عہد سے مراد فقط خبر ہے کیونکہ رب کی خبر بھی عہد کی طرح پختہ ہوتی ہے اوعند اللہ ثابت کا ظرف بن کر عہد کا حال ہے یعنی کیا تم نے کوئی عہد کیا ہے جو اللہ کے نزدیک ثابت ہو۔ فَلَن یُّخۡلِفَ اللہُ عَہۡدَہٗۤ ا یہ یا تو چھپی شرط کی جزا ہے۔ اور یا عہد کا نتیجہ یعنی اگر تم نے عہد لیا ہے تو خدا ہرگز اس کے خلاف نہ کرے لیکن شرط تو غلط ہے تو جزا بھی ختم یا یہ مطلب ہے کہ کیا تم نے خدا سے عہد لیا ہے کہ اس کے خلاف نہ کرے یعنی نہ وہ ہے نہ یہ اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللہِ مَا لَا تعلمون یا اللہ پر تم وہ بات کہتے ہو جس کو تم جانتے نہیں اس جملہ کی دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ آخرت کی باتیں نبی کے فرمان سے معلوم ہوتی ہیں نہ کہ اپنی رائے سے اور تم نے یہ باتیں رائے سے کہیں ہیں۔ لہذا ان کا اعتبار نہیں کیونکہ ان چیزوں میں رائے علم کا ذریعہ نہیں۔

دوسری تفسیر

یہ ہے کہ ان کے ہاں یہ مشہور تھا کہ حق تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام سے عہد کیا ہے کہ میں تمہارے بیٹوں کو عذاب نہ کروں گا مگر تم پوری کرنے کے لئے، اس بنا پر یہودی کہتے تھے چونکہ ہم بھی ان کی اولاد ہیں۔ لہذا ہم کو بھی ایسا ہی عارضی عذاب ہوگا۔ اول تو اس واقعہ کی معتبر

سند تمہارے پاس موجود نہیں پھر تم نے اس پر یقین کیسے کرلیا دوسرے اگر یہ بھی ہو تو یعقوب علیہ السلام کے بیٹیوں سے مراد ان کے اپنے فیملی بیٹے ہیں نہ کہ سارے بنی اسرائیل۔ تیسرے ان بیٹوں کو عذاب نہ کرنے کی: ناموں نے ان سب کیلئے دعائے مغفرت بھی کر دی جس سے حق اللہ اور حق العباد دونوں معاف ہو گئے اور وہ بخش دیئے گئے۔ اے اسرائیلیو تم کفر گناہ پر قائم ہو اور اللہ اور بندوں کے حق مار رہے ہو اور پھر بھی اپنے کو اس بشارت میں داخل سمجھتے ہو۔ ہاں ان کی طرح تو یہ کرلو تو تم بھی بخش دیئے جاؤ گے۔ اے اسرائیلیو کی تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو۔ جس کی تم نے تحقیق بھی نہیں کی اور جس کا تم نے مطلب بھی صحیح نہ سمجھا۔ بانی یہ حرف نفی کے بعد آتا ہے اور نفی کا ثبوت کرتا ہے اور نعم یا تو ایجاب کے بعد آتا ہے یا نفی کو ثابت کرتا ہے یعنی ہاں تم کو عذاب دائی ہوگا۔ جیسے رب نے ارشاد فرمایا تھا استُ بِرَبِّكُمْ (اعراف:۲۷۱) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے عرض کیا تھا بلیٰ یعنی ہاں تو رب ہے اگر وہ جواب میں نعم کہتے تو معنی ہوتے کہ ہاں تو رب نہیں من کسب سیئۃ قرآن کریم میں کسب دلی یا جسمانی اعمال کرنے کو کہا جاتا ہے مالی اعمال کو عموماً کسب نہیں کہتے رب فرماتا ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ (بقرہ:۶۸۲) اور فرماتا ہے لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى (نجم:۹۳) یعنی بدنی وقلبی اعمال خود کرنے والے کے لئے ہیں دوسرے کی طرف سے نہیں ہو سکتے مالی اعمال میں نیابت کی نفی۔ سَيِّئَةً، سُوء سے بنا بمعنی برائی اس میں جسمانی روحانی جنانی برائیاں سب داخل ہوتی ہیں۔ خیال رہے کہ برائی بھلائی کا کوئی معیار یا کسوٹی چاہئے وہ حضور کی زبان پاک ہے جس چیز جس شخص کو حضور برا کہیں اگر چہ دنیا بھر کی عقلیں اچھا نہیں تو وہ بری ہے۔ جیسے سود یا ابوجہل یونہی اسکے عکس جیسے زکوۃ یا حضرت بلال لہذا آیت کے معنی یہ ہوئے کہ جو کوئی بھی گناہ کرے یا تو سینہ سے مراد مطلق گناہ ہے یا گناہ کبیرہ اور یا کفر (روح البیان وعزیزی) اور اس کے کمرہ ہونے سے عموم کا فائدہ ہوا یعنی جو بھی کسی قسم کا کفر کرے یا کوئی سا گناہ کبیرہ کرے مگر حال یہ ہو کہ واحاطت بہ خطیئتہ، خط خطا کی جمع ہے خطا بھی محمد کے مقابل بولی جاتی ہے۔ بمعنی لغزش یا بھول چوک رب فرماتا ہے۔ اِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَانَا (بقرہ:۲۸۲) اس معنی سے انبیاء کرام پر بھی بولی جاتی ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام نے خطا گندم کھالیا اور کبھی صواب کے مقابل یعنی سیدھے راستہ سے بھٹک جاتا اس معنی سے گنہ گاروں یا کفار پر بولی جاتی ہے یہاں دوسرے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا گناہ اس کا گھیرے اور احاطہ کرے۔ اگر مبۃ سے مراد کفر تھا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ کفر اس کے دل و دماغ اور زبان کو گھیر لے یعنی وہ دل میں کفر کا عقیدو رکھے اور زبان سے اس کا اظہار کر المذ اح محوراًن کلا کفیل: اظہار کرے لہذا جو مجبوراً منہ سے کلمہ کفر نکال دے وہ اس سے خارج ہے یا یہ کفر اس کی زندگی کو گھیر لے اور اس کا خاتمہ اس کفر پر ہو۔ جو کافر مرنے سے پہلے مسلمان ہو گیا وہ اس میں داخل نہیں کیونکہ کفر نے اس کی زندگی نہ گھیری اور اگر سینہ سے مراد گناہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہ اس کے دل و دماغ اور ظاہری اعضا کو گھیر لے۔ اس طرح کہ ہاتھ پاؤں سے گناہ کرے اور دل سے اسے حلال جانے۔ لہذا گنہگار سلمان اس میں داخل نہیں کیونکہ اس کا دل گناہ سے بچا ہوا ہے۔ یا دہ گناہ اس کی نیکیوں کو گھیر لے اور ان کو ضائع کر دے۔ یعنی گناہ حد کفر تک پہنچ جائے۔ جس سے نیکیاں برباد ہو جائیں۔ اَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (حجرات:۲) بہر حال اس سے کفر مراد ہے۔ فاوتیک أَصْحَبُ النَّارِ پس یہی لوگ آگ والے ہیں اگر چہ کچھ روز گنہگار بھی دوزخ میں رہیں گے لیکن وہ آگ والے نہیں آگ والا تو وہ ہے جس کی خاطر آگ بنی اور آگ اس کو لازم ہو جائے اگر چہ بعض کفار جہنم کے ٹھنڈے طبقے میں رہیں گے۔ مگر چونکہ وہاں کی ٹھنڈک آگ کی روزی کی وجہ سے ہوگی اس لئے وہ بھی آگ والے ہیں ہُم فیہا خلدون یہ حقیقت میں اصحاب النار کا ترجمہ ہے یعنی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے چونکہ گناہ نے ان کو گھیر لیا تھا اس لئے عذاب ان کے سارے وقتوں کو گھیرے گا۔

خلاصہ تفسیر

ان یہود کی تمام بدعملیوں کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھ چکے ہیں کہ ہمیں چندروز ہی عذاب ہوگا اس کے بعد آگ ہم کو چھوئے گی بھی نہیں لہذا ہم جو چاہیں سو کرلیں اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے اتنا تو پوچھیں کہ تم نے کوئی خدا سے اس قسم کا معاہدہ کرلیا ہے جس کے وہ خلاف نہ کرے یا ویسے ہی اس کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی تمہارے پاس کوئی علمی سند نہیں۔ آخرت کے معاملہ میں محض قیاس کو دخل نہیں ہاں یقیناً تم جہنم میں ہمیشہ رہو گے کیونکہ ہمارا یہ قانون ہے کہ جو شخص قصداً گناہ کرے اور وہ گناہ اس کے ظاہر و باطن کو گھیرے یا جو شخص کفر کرے اور اس پر ہی اس کا خاتمہ ہو جائے وہ دوزخی ہے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہاں عہد سے مراد کلمہ طیب ہے جو شخص صدق دل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے اور اس پر اس کا خاتمہ ہو۔ رب تعالی کا اس سے بخشش کا وعدہ ہے۔ اب آیت کی تفسیر یہ ہوئی کہ اے یہود یوا تم جو کہتے ہو کہ ہم کو چند روز عذاب ہو کر ختم ہو جاوے گا تو کیا تم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے ہوا کیونکہ عذاب کے بعد بخشش ہوتا گنہگار مسلمان کے لئے ہے جب تم نے اسلام قبول نہ کیا تو غلط امید کیوں رکھتے ہو تم تو ہمیشہ ہی دوزخ میں رہو گے کیونکہ تم کافر ہو۔ خیال رہے کہ رب تعالی کے بندوں سے وعدہ فرمانے کی چند صورتیں ہیں ایک براہ راست بلا واسطہ جو یثاق کے دن ہوا کہ بندوں نے رب سے اطاعت اور فرمانبرداری کا وعدہ کیا رب نے ان سے انبیاء کرام بھیجنے اور مطیعوں کو بخشنے کا وعدہ کرم فرمایا۔ دوسرے انبیاء کرام کے ذریعہ عمومی وعدہ جو مشروط طور پر کیا گیا۔ جیسے مومن و متقی سے جنت کا وعدہ اور سچے مومنوں سے سربلندی کا وعدہ تیسرے خود نبی کا کسی سے وعدہ فرمالینا جیسے حضور نے حضرت عثمان سے جنت دکوثر کا وعدہ فرمایا کہ ارشاد ہوا۔ عثمان جو چاہیں کریں وہ جنتی ہو گئے یا طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی یہ وعدہ بھی رب کا وعدہ ہے۔ وزیر خارجہ کے دورے کرنا حکومت کے وعدے ہوتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ رب تعالی بذریعہ نبی کسی سے خاص اور غیر مشروط وعدہ فرمائے۔ جیسے قرآن کریم نے انصار و مہاجرین ابوبکر صدیق یا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہم سے وعدے فرمائے۔ یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ تم سے براہ راست یا پیغمبر کی معرفت رب نے یہ وعدے کئے ہیں یا موسیٰ علیہ السلام تم سے جنت کا وعدہ کر گئے ہیں۔ یا محض اپنی عقل سے اپنے جنتی ہونے کا یقین کر بیٹھے ہو۔ اگر رب کا وعدہ ہے تو توریت دکھاؤ اور اگر عقل کے اندازے سے کہتے ہو تو ان غیبی خبروں میں عقل کام نہیں آتی۔ (تفسیر عزیزی)

فائدے

اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے پہلا فائدہ: رب سے بیخوفی ناامیدی انسان کو گناہ پر دلیر کرتی ہے۔ جیسا کہ ان یہود کی حالت سے معلوم ہوا۔ مسلمان کے لئے رب کا خوف اور اس سے امید ضروری ہے۔ دوسرا فائدہ: وعدہ عراقی عیب ہے اور ستانی کے بنا ان کا کیا کام فرماتے ہیں کہ صورت شان خدائی کے خلاف بندی رب کا جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا ممکن مانتے ہیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ اس سے سلب الوہیت ممکن ہے۔ ہم اس مسئلہ کی تحقیق إِنَّ اللهَ علی کل ش ءقدیر (بقرہ:۲۰) کی تفسیر میں کر چکے وہاں دیکھو۔ تیسرا فائدہ: بے دلیل بات قابل قبول نہیں۔ حق تعالی نے یہود کی یہ بے دلیل بات رو فرمادی۔ چوتھا فائدہ: ممکن چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی نقلی دلیل چاہئے۔ محض قیاس سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ (تفسیر کبیر) پانچواں فائدہ: جو کفر جاری۔-------------

(مومن کا کھانا)

وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ قَلِيلًا فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: »إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سبعةِ أمعاء .«رَوَاهُ الْبُخَارِيّ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بہت زیادہ کھایا کرتا تھا، جب وہ مسلمان ہوگیا تو کم کھانے لگا، نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔“

رواہ البخاری

Mishkat ul Masabih#4173

کھانوں کا بیان: صحیح

درس بخاری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(حضرت علامہ مولانا مفتی غلام یٰسین نقشبندی صاحب صدر مدرس جامعہ چراغیہ رضویہ گوجرہ)

بَابُ مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ:

باب: ایمان میں داخل ہے کہ مسلمان جو اپنے لیے پسند کرے وہی چیز اپنے بھائی کے لیے پسند کرے

–

?? – حَدّثَنَا أَبُو الْيَمَان قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدّثَنَا أَبُو الزّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّوَالّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّى أَكُونَ

اَحَبّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ.مَ قَالَ فَ

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا: ہمیں یحیٰی نے حدیث بیان کی از شعبہ از قیادہ از حضرت انس مینی اللدازبی منی کیا ہے اور حسین معلم نے کہا: ہمیں قتادہ نے حدیث بیان کی از انس از نبی میں کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوگا' جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے بھی اسی چیز کو پسند نہ کرے جس کو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(صحیح مسلم: د۴۱ سنن ترندی: ۵۱۵۲، سنن نسائی: ۶۱۰۵، سنن ابن ماجہ: ٦٦ مسند ابویعلان: ۲۸۱۳۱ مدن داری ۰۴ ۷ ۳۱ مسند ابوخوانہ ناس ۳۳۱ شعب الایمان: ۱۵۳۱ انجم الوسط: ۸۸۲۸ مسند الشامیین: ۲۹۵۲ مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۶ طبع قدیم مسند احمد: ۸۲۱۰-۲۰۰۲ ص ۳۹۱ مؤسسہ ارسان جرات)

حدیث مذکور کے رجال کا تعارف، خصوصا حضرت انس بنی اللہ کا تذکرہ

(۱) مسدد بن مسرہد بن مسربل ابن مرعبل الاسدی یہ اہل بصرہ کے ثقہ راویوں میں سے ہیں انہوں نے حماد بن زید بن عیینہ اور میں القطان سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ان سے ابو حاتم الرازی ابوداؤ داور محمد بن یحی الذیلی ابوزرعہ اور اسماعیل بن اسحاق وغیرہ نے سماع کیا ہے احمد بن عبداللہ نے کہا: یہ ثقہ راوی ہیں امام احمد اور یحٰیی بن معین نے کہا: یہ بہت ہیے ہیں یہ رمضان ۳۲۲ھ میں فوت ہو گئے تھے (۲) بیٹی بن سعید بن فروخ التیمی ان کی کنیت ابوسعید ہے امام اور حجت ہیں ان کی جلالت اور توثیق پر سب متفق میں انہوں نے یحٰیی انصاری، محمد بن محجلان ابن جریج ثوری امام مالک اور شعبہ وغیرہ سے سماٹ کیا ہے اور ان سے الثوری ابن عیینہ امام احمد تحیی بن معین اور امام احمد وغیرہ نے سماع کیا ہے یچی بن معین نے کہا: تحیی بن سعید میں سال تک ایک دن اور ایک رات میں قرآن مجید ختم کرتے رہے یہ ۰۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۹۱ ھ میں فوت ہو گئے (۳) شعبہ بن الحجاج الواسطی ان کا تعارف پہلے ن ایوب السختیانی، اعمش، شعبہ اور امی اور کثیر ٹونوں نے تماع کیا ہے ان کی جلالت حفظ توثیق فضیات اور اتقان پر اجتماع ہے یہ واسط میں ۱۱۷ھ یا ۸۱۱ ھ میں ۶۵ یا ۵۷ سال کی عمر میں فوت ہو گئے کتب ستہ میں ان کے علاوہ قتادہ نام کا اور کوئی راوی نہیں ہے (۵) حسین بن ذکوان المعلم البصری میں انہوں نے عطاء بن رباح قتادہ اور دوسروں سے احادبیت کا تاع کیا ہے اور ان سے شعبہ ابن المبارک بیٹی القطان نے سماع کیا ہے بیٹی بن معین اور ابو حاتم نے

کہا: یہ ثقہ ہیں (٦) حضرت انس بن مالک

لاۃ الدار و دوشری سارۃ الحاج طاتاب ایمان النضر انصاری ہیں ان کی کنیت ابوحمزہ ہے یہ رسول اللہ من بی کام کے خاہم تھے انہوں نے دس سال آپ کی خدمت کی انہوں نے رسول اللہ مام سے ۴۸۲۲ احادیث روایت کی ہیں ان میں سے ۱۸۶۱ احادیث پر امام بخاری اور امام مسلم متفق ہیں اور امام بخاری ۳۸ احادیث کے ساتھ منفرد ہیں اور امام مسلم 91 احادیث کے ساتھ منفرد ہیں، صحابہ میں ان کی سب سے زیادہ اولاد تھی ان کی والدہ نے رسول اللہ نی نام سے عرض کیا: یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے آپ اس کے لیے اللہ سے دعا کیجئے' آپ نے دعا کی: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں برکت دینا اور اس کی عمر زیادہ کرنا اور اس کے گناہ بخش دینا، حضرت انس نے کہا: میں نے اپنی پشت سے پیدا ہونے والی ۸۹ اولاد کو دفن کیا ان کے باغ سے سال میں دو مرتبہ پھل اترتے تھے اور ان کے باغ کے پھولوں سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور ان کی عمر ۱۰۰ سال سے متجاوز تھی یہ بصرہ کے صحابہ میں سے سب سے آخر میں ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔

عمدۃ القاری ج ص ۰۳۳-۹۲۲)

اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت بالکل واضح ہے۔ اپنی پسندیدہ چیز کا اپنے مسلمان بھائی کو دینے کا وجوب حافظ ابن رجب حنبلی متوفی ۵۹۷ ھ لکھتے ہیں: جو شخص اپنے بھائی کے لیے اس چیز کو پسند نہیں کرتا، جس کو اپنے لیے پسند کرتا ہے اس سے نبی میں کیا ہم نے ایمان کی نفی کی ہے تو معلوم ہوا کہ اپنی پسندیدہ چیز کو اپنے بھائی کے لیے پسند کرنا بھی خصال ایمان سے ہے بلکہ ایمان کے واجبات سے ہے کیونکہ ایمان کی نفی اسی وقت کی جاتی ہے جب اس کے بعض واجبات کو ترک کر دیا جائے جیسا کہ اس حدیث میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ منی نکتہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ میں میں نیلم نے فرمایا: جس وقت کوئی زانی زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت کوئی چور چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت کوئی شرابی شراب پیتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ (صحیح البخاری: ۵۵۸۷۵ صحیح مسلم: ۵۷) اور کوئی شخص اپنے بھائی کے لیے اپنی پسندیدہ چیزوں کو اسی وقت پسند کرے گا جب وہ حسد کینہ بغض اور دھوکا دہی سے سلامت اور محفوظ ہو اور ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا واجب ہے حدیث میں ہے: حضرت ابو ہریرہ مینی آن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نی کریم نے فرمایا: تم جب تک ایمان نہ لاؤ جنت میں داخل نہیں ہو گئے اور جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو تمہارا ایمان نہیں ہوگا الحدیث۔ (صحیح مسلم: ۴۵ سفن ترندی: ۸۸۶۲ اسفن ابن ماجہ: ۴۹۶۳) نیس مومن مومن کا بھائی ہے وہ اپنے بھائی کے لیے اس چیز کو پسند کرتا ہے، جس کو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اس کے لیے اس چیز کو نا پسند کرتا ہے جس کو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے حدیث میں ہے: حضرت نعمان بن بشیر بنی کہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ من ہم نے فرمایا: تم مؤمنین کو دیکھو گے کہ وہ ایک جسم کے اعضا کی طرح ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں، جب اس کے جسم

کے ایک عضو میں بیماری ہوتی ہے تو اس کا پورا جسم بیداری اور بخار میں کراہتا رہتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۱۰۲ صحیح مسلم: ۶۸۵۲) پس جب مومن اپنے لیے دکن اور دنیا کی کسی فضیلت کو پسند کرے گا تو وہ بند کرے گا کہ اس کے بھائی کو بھی وہ فضلت مل

کے ایک عضو میں بیماری ہوتی ہے تو اس کا پورا جسم بیداری اور بخار میں کراہتا رہتا ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۱۰۶ صحیح مسلم: ۶۸۵۲) پس جب مومن اپنے لیے

دین اور دنیا کی کسی فضیلت کو پسند کرے گا تو وہ یہ پسند کرے گا کہ اس کے بھائی کو بھی وہ فضیلت مل جائے اور اس سے وہ فضیلت زائل نہ ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا: جب میں قرآن کریم کی کسی آیت کو پڑھ کر اس کا مطلب سمجھتا ہوں تو میں پسند کرتا ہوں کہ تمام مسلمان اس آیت کا وہ مطلب سمجھ لیں، جو میں نے سمجھا ہے۔امام شافعی نے فرمایا: میں

۲-کتاب ایمان

191

نعۃ الباری

اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تمام لوگ اس علم کو حاصل کر لیں اور خصوصیت سے میری طرف اس علم کی نسبت نہ کریں۔ اپنی برتری اور انفرادیت کو طلب کرنا مذموم ہے اور جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کو دین اور دنیا کی کسی فضیلت میں تفرد اور انفرادیت حاصل ہو تو یہ مذموم ہے قرآن مجید میں ہے: تلک الدارُ الآخِرۃُ نَجعَلُہا لِلَّذِینَ لاَ یُرِیدُونَ یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کرتے ہیں جو زمین میں اپنی برتری اور بڑائی کا ارادہ نہیں کرتے اور نہ دہشت (القصص: ۳۸ گردی کا ارادہ کرتے ہیں اور نیک انجام اللہ سے ڈرنے والوں

علُوا فِی الأَرضِ وَلَا فَسَادًا وَالعَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِینَ

اور حدیث میں ہے:

کے لیے ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی میں یہ تم نے فرمایا: جس نے اس لیے علم حاصل کیا کہ ان پڑھ لوگوں سے بحث کرے یا علماء کے سامنے فخر کرے یا لوگوں کے چہروں کو اپنی طرف موڑے تو وہ شخص دوزخ میں ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ۳۵۲ زوائد ائن ماجہ میں مذکور ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔)

حضرت علی مینی اللہ اور دوسرے اکابر نے کہا: وہ اس کو پسند نہیں کرتے کہ ان کی جوتی دوسروں کی جوتیوں سے اچھی ہو اور نہ اس کو پسند کرتے ہیں کہ ان کے کپڑے دوسروں کے کپڑوں سے اچھے ہوں۔ حدیث میں ہے: حضرت ابو ہریرہ منی نہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی میں نیم کے پاس آیا اور وہ شخص خوب صورت تھا' اس نے کہا: یا رسول اللہ میں حسین چیزوں کو پسند کرتا ہوں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ مجھے کیا کچھ عطا کیا گیا ہے حتیٰ کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ کوئی شخص مجھ سے برتر ہو خواہ میری جوتی کے تسمہ سے کیا یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! لیکن تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

(سنن ابوداود: ۴۰۹۱ مسند احمد ناس ۴۴۵۱۳۷)

اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ وہ شخص یہ چاہتا تھا کہ اس سے کوئی برتر نہ ہو نہ یہ کہ وہ سب سے برتر اور بلند ہو بلکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ برتری اور بلندی میں لوگوں کے مساوی ہو اور اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شخص یہ پسند کرتا تھا کہ وہ لوگوں سے برتر اور بلند ہو اور ان میں منفرد ہو۔

اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے کوئی مخصوص فضیلت عطا کی ہو اور وہ اس فضیات میں عام لوگوں سے منفرد ہو اور برتر اور بلند ہو اور وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنے کے لیے اس فضیلت کی لوگوں کو خبر دے تو یہ مستحسن ہے قرآن مجید میں ہے:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الی: بہر حال آپ اپنے رب کی نعمت کا خوب بیان کریں حضرت ابوسعید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ملی ہیں کہ ہم نے فرمایا: میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور فخر نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور فخر نہیں اور یہ نبی خواہ آدم ہوں یا کوئی اور وہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گئے اور سب سے پہلے مجھ سے زمین شق ہوگی اور فخر نہیں۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے) (سنن ترندی: ۳۵۱۶ مسند احمد ج ۳ ص ۲) حضرت ابن مسعود مینی کلہ نے فرمایا: اگر مجھے علم ہو کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے اور اس تک پہنچنے کے لیے اونٹوں پر سفر کرنا پڑے تو میں اس کے پاس ضرور جاؤں گا۔ (فتح الباری لابن رجب خاص ۱۴۲۴ املانا اور ابن الجوز بیاریان ۱۵۷۱۲(

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخارو

حدیث مذکور کی شرح، شرح صحیح مسلم میں

کتاب الایمان

یہ حدیث شرح صحیح مسلم: ۹۷۔ ج اص ۴۵۴-۳۵۴ میں مذکور ہے وہاں اس پر اس عنوان کے تحت بحث کی ہے کہ جو چیز الائق استفادہ اور قابل استعمال نہ رہے اس کا دوسرے مسلمانوں کو دینا جائز نہیں ہے اور جو چیز پسندیدہ نہ ہو لیکن قابل استعمال ہو اس کا

رسول اللہ انی یا اسلام کی محبت

دینا جائز ہے اور جو مباحث یہاں " نعمۃ الباری میں ذکر کیے ہیں ان کا وہاں ذکر نہیں ہے۔ ۸- بَابٌ حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِيمَانِ

امور ایمان سے ہے

اس باب کی باب سابق کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے کہ دونوں بابوں میں محبت کا تعلق ایمان سے ہے۔ ؟؟- حدثنا أبو اليمان قال أخبرنا شعيب قال امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابوالیمان نے حدیث حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضی بیان کی انہوں نے کہا: ہمیں شعیب نے خبر دی، انہوں نے کہا: الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ہمیں ابوالزناد نے از اعرج از ابو ہریرہ منی نکند حدیث بیان کی کہ فو الذي نفسي بيده لا يؤمن أحدكم حتى اکون رسول اللہ من یم نے فرمایا: پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک أحب إليه من والده وولده .

مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد

☆☆☆

☆. صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و الہ و اصحابہ وسلم.

نوٹ: ایک ایک تسبیح نمازِ فجر کے بعد

حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکابرین امت کی نظر میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع

جس عقیدے پر خدا تعالیٰ کا عہد ہو، جس عقیدے کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام قائل ہوں اور جس عقیدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں ارشاد فرمایا ہو، ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عقیدہ اس کے خلاف نہیں ہوسکتا، یہاں چند حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب نقل کیا جاتا ہے۔

حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا سانحہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے جس قدر صبر آزما تھا، اس کا اندازہ ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بعض کھڑے کے کھڑے رہ گئے وہ بیٹھ نہیں سکے بعض جو بیٹھے تھے ان میں اٹھنے کی سکت نہیں تھی۔ بعض کی گویائی جواب دے گئی بعض از خود رفتہ ہو گئے ادھر منافقوں نے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اسی ربودگی و بے قراری کی حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا۔

من قال ان محمدا مات فقتلتہ بسیفی ھذا وانما رفع الی السماء کما رفع عیسیٰ بن مریم علیہ السلام" (الملل والنحل لابن حزم ص ۲۱ ج ۱)

ترجمہ: جو شخص یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں' اسے اپنی تلوار سے قتل کر دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اسی طرح آسمان پر اٹھائے گئے ہیں' جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھالیے گئے۔

اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصال نبوی کو تشبیہ دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کیساتھ اور تشبیہ اسی چیز کیساتھ دی جایا کرتی ہے جو مشہور و مسلم ہو چونکہ یہ واقعہ قرآن کریم میں مذکور ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نزدیک بالاتفاق معروف و مسلم تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے ان کو مشبہ' مشبہ بہ کے طور پر پیش کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ:

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ:

"یقتلہ اللہ تعالیٰ بالشام علی عقبہ یقال لھا: عقبۃ افیق لثلاث ساعات یمضین من النھار علی یدی عیسی بن مریم"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عیسی بن مریم علیہ السلام کے ہاتھ سے دجال کو قتل کرے گا، ملک شام میں تین گھڑی دن چڑھے، ایک گھاٹی پر، جس کو افیق کی گھاٹی کہا جاتا ہے۔" (کنز العمال ص ۶۱۴ ج ۱۴ حدیث ۳۹۷۰۹)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے "باب ما جاء فی قتل عیسی بن مریم الدجال" میں حضرت مجمع بن جاریہؓ کی یہ حدیث نقل کی ہے:

"سَمِعْتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: یقتل ابن مریم الدجال بباب لد"

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔ اس موضوع کی حدیث مزید پندرہ صحابہ سے بھی مروی ہے؛

حضرات تابعین کا حیات ونزول عیسی علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہم حضرات تابعین رحمہ اللہ کے دور کو لیتے ہیں' جو حضرات صحابہ کرام اور بعد کی امت کے درمیان واسطہ ہیں اور جنہوں نے علوم نبوت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارشادات امت تک منتقل کئے ہیں۔ حضرات تابعین رحمہ اللہ میں ایک شخص کا بھی نام نہیں ملتا جو حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع ونزول کا منکر ہو۔ اس کے برعکس ان حضرات تابعین کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ آسمانی، ان کی حیات اور قربِ قیامت میں ان کے دوبارہ تشریف لانے کا عقیدہ منقول ہے۔ یہاں چند اکابر تابعین کا حوالہ دینا کافی ہوگا۔

حضرت حسن بصری: رحمہ اللہ

امام حسن بصری رحمہ اللہ (م: ۱۱۰ھ) جن کی شہرہ آفاق شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۲۴۱ میں ان کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

''ان اللہ رفع الیہ عیسی وھو باعثہ قبل یوم القیامۃ مقاما یؤمن بہ البر والفاجر۔''

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ بھیجیں گے۔ تب ان پر تمام نیک وبد ایمان لائیں گے۔ (ابن کثیر ا: ۳۶۶ درمنثور ۲: ۳۶، ایضا ابن کثیر ص ۵۷۶ ج ا)

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ:

امام محمد بن سیرین بصری (م: ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں۔

ینزل ابن مریم علیہ السلام علیہ لامتہ ومحصرتان بین الأذان والاقامۃ فیقولون لہ: تقدم، فیقول بل یصلی بکم امامکم انتم امراء بعضکم علی بعض :(مصنف عبدالرزاق ص ۳۹۹ ج ۱۱)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اذان واقامت کے درمیان نازل ہوں گے، آلات جنگ اور دو زرد چادریں ان کے زیب تن ہونگی، لوگ کہیں گے کہ آگے ہو کر نماز پڑھایئے، آپ فرمائیں گے نہیں، بلکہ تمہارا امام ہی تمہیں نماز پڑھائے گا تم ایک دوسرے پر امیر ہو' نیز امام محمد کا یہ بھی ارشاد نقل ہے'

أنہ المھدی الذی یصلی وراۂ عیسی (حوالہ بالا)

ترجمہ: ''سچے مہدی وہ ہونگے جن کی اقتداء میں عیسی علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔''

امام زین العابدین رحمہ اللہ، امام باقر رحمہ اللہ، اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ:

امام جعفر صادق (م ۱۴۸) اپنے والد امام محمد باقر (م: ۱۱۴ھ) سے اور وہ اپنے مالد ماجد امام علی بن حسین زین العابدین (م: ۹۴ھ) رضی اللہ عنہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: ''کیف تھلک أمۃ أنا أولھا والمھدی وسطھا والمسیح آخرھا'' ترجمہ: وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں، درمیان میں مہدی ہیں اور آخر میں حضرت مسیح علیہ السلام ہوں گے۔ (مشکوۃ ص ۵۸۳)

ائمہ اربعہ رحمہ اللہ:

حضرات تابعین رحمہ اللہ کے بعد امت اسلامیہ کے سب سے بڑے مقتدا ائمہ اربعہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ ہیں۔ چنانچہ بعد کی پوری امت ان کی جلالت قدر پر متفق ہے۔ یہ حضرات بھی حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع ونزول کا عقیدہ رکھتے تھے۔ ان حضرات کا

صرف ایک ایک قول ذکر کرتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

الامام الاعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رحمہ اللہ (م ۱۵۰) ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں: وخروج الدجال ویأ جوج ومأ جوج وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسی علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت بہ الأخبار الصحیحۃ حق کائن۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم'' (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۳۶ مطبوعہ مجتبائی ۱۳۴۸)

ترجمہ: دجال اور یاجوج و ماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علامات قیامت، جیسا کہ احادیث صحیحہ ان میں وارد ہوئی ہیں سب حق ہیں، ضرور ہونگی۔

امام مالکؒ:

امام دارالھجرۃ مالک بن انس الاصبحیؒ (م:۱۷۹ھ) العتبیہ میں فرماتے ہیں:

قال مالک: بین الناس قیام یستمعون لاقامۃ الصلوۃ فتغشاھم غمامۃ فاذا عیسیٰ قد نزل: (شرح مسلم للابی ص ۲۶۶ ج ۱)

ترجمہ: دریں اثنا کہ لوگ کھڑے نماز کی اقامت سن رہے ہوں گے اتنے میں ان کو ایک بدلی ڈھانک لے گی، کیا دیکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام نازل ہو چکے ہیں''

امام احمد بن حنبلؒ:

امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانیؒ (م:۲۴۱ھ) کی کتاب 'مسند' چھ ضخیم جلدوں میں امت کے سامنے موجود ہے، جس میں بہت سی جگہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ درج ہے۔

☆☆☆

وَعَن أَبِي أُسَيدٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ .«رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت ابواسید انصاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیتون کا تیل کھاو اور بدن پر لگاو کیونکہ وہ مبارک درخت سے ہے۔''، رواہ الترمذی و ابن ماجہ والدارمی۔

Mishkat ul Masabih#4221

کھانوں کا بیان صحیح

☆☆☆

امام حسینؓ کا کربلا کا سفر

مکہ سے کربلا تقریباً 1731 کلومیٹر ہے۔

یہ فاصلہ گوگل میپ کے مطابق 18 گھنٹے بذریعہ مشینری مطلب گاڑی وغیرہ میں طے کیا جاسکتا ہے مگر آج سے 1381 سال پہلے یہ فاصلہ ایک مُشکل اور تکلیف دہ راستہ تھا، جس پر امام حُسین علیہ السلام نے اپنا سفر 8 ذلحج 60 ہجری یعنی 10 ستمبر 680 عیسوی کو اپنے اہل خانہ کیساتھ شروع کیا۔

سفر شروع کرنے کے بعد تاریخ کی کتابوں میں 14 مختلف مقامات کا ذکر ملتا ہے، جہاں امام نے یا پڑاؤ کیا یا مختلف لوگوں سے ملے اور یا لوگوں سے خطاب کیا۔۔

اس آرٹیکل میں ان 14 مقامات کا سرسری ذکر کیا جائے گا تاکہ جو لوگ نہیں جانتے اُنہیں سفر اور راستے کی تھوڑی آگاہی ہو سکے۔

نمبر 1: الصفا

یہ پہلا مقام تھا امام اس جگہ پر عرب کے مشہور شاعر الفرزدق سے ملے اور اُس سے کوفہ کے حالات پُوچھے، شاعر بولا ''کوفہ والوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور اُن کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں''۔

شاعر نے امام کو کوفہ جانے سے روکا، مگر امام اپنا سفر شروع کر چکے تھے۔

نمبر 2: ذات عرق

مکہ سے کوفہ جاتے ہُوئے یہ دوسرا مقام ہے جو مکہ سے تقریباً 92 کلومیٹر پر ہے، اس مقام پر امام اپنے کزن عبداللہ ابن جعفر سے ملے اور اس مقام پر عبداللہ ابن جعفر نے اپنے دونوں بیٹوں عون اور مُحمد کو امام کی خدمت میں پیش کیا اور ساتھ ہی امام کو کوفہ جانے سے روکا، جس پر امام نے جواب دیا:

''میری منزل اللہ کے ہاتھ میں ہے''۔

نمبر 3 بطن الروما۔

یہ مقام ذات عرق سے کُچھ کلومیٹر آگے ہے یہاں امام نے قیس بن مشیر کے ہاتھ کوفہ والوں کو خط لکھا اور یہاں امام کی مُلاقات عبداللہ بن مطیع

سے ہُوئی جو عراق سے آ رہا تھا۔عبداللہ نے امام کو آگے جانے سے روکا اور بولا'' کوفہ والوں پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا وہ اہل وفا میں سے نہیں" مگر امام نے اپنا سفر جاری رکھا۔

نمبر 4: زرود۔۔

حجاز کی پہاڑیوں پر یہ ایک چھوٹا سا ٹاون تھا اور یہاں پر حجاز کی پہاڑیوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور عرب کا تپتا ریگستان شروع ہوتا ہے۔ یہاں امام کی مُلاقات زُہیر ابن القین سے ہُوئی۔ اُسے جب پتہ چلا کہ امام کس مقصد کے لیے جا رہے ہیں تو اُس نے اپنا تمام سامان اپنی بیوی کے حوالے کیا اور اُسے کہا کہ تم گھر جاؤ میری خواہش ہے کہ میں امام کے ساتھ قتل ہو جاؤں۔

نمبر 5: زبالہ

اس مقام پر امام کی مُلاقات دو آدمیوں سے ہُوئی جن کا تعلق عرب کے قبیلہ اسدی سے تھا انہوں نے امام کو کوفہ والوں کے ہاتھوں جناب مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر دی۔

امام نے فرمایا" بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور بیشک وہ ہماری قُربانیوں کا حساب رکھنے والا ہے''۔

اس مُقام پر امام نے اپنے ساتھ چلنے والوں کو بتایا کے جناب مُسلم اور جناب ہانی کو شہید کر دیا گیا ہیاور کوفہ والے ہماری نُصرت نہیں کریں گے،امام نے اس مقام پر فرمایا جو چھوڑ کر جانا چاہتا ہے واپس چلا جائے۔

بہت سے قبائل جو راستے میں امام کے ساتھ اس اُمید پر چل پڑے تھے کہ اُنہیں مال و دولت ملے گی اس مقام پر ادھر اُدھر بکھر گئے اور واپس اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور امام کے ساتھ اُن کے اہل خانہ سمیت تقریباً پچاس لوگ رہ گئے۔

نمبر 6 بطن العقیق

اس مُقام پر امام اکرمہ قبیلے کے ایک آدمی سے ملے جس نے امام کو آگاہ کیا کہ " کوفہ میں آپ کا کوئی دوست نہیں،کوفہ کو یزید کے لشکر نے گھیرے میں لے لیا ہے اور اُس کے داخلی اور خارجی دروازے بند کر دیئے ہیں اور کوفہ تشریف نہ لے جائیں''۔ یہاں بھی امام نے اپنا سفر جاری رکھا۔

نمبر Sorat:7

اس مُقام پر امام نے رات بسر کی اور صبح اپنے قافلے سے کہا کہ جتنا پانی ہوسکتا ہے ساتھ لے لیں۔

نمبر 8: شرف

اس مُقام پر امام کے ساتھیوں میں سے ایک چلایا کے اُس نے ایک لشکر کو اپنی طرف آتے دیکھا ہے، امام فوراً قافلے کا رُخ موڑ کر قریب ایک پہاڑ کے پیچھے لے گئے۔

نمبر 9: ذوحسم۔۔

اس مُقام پر امام کی مُلاقات حُر اور اُس کے ایک ہزار سپاہیوں ہُوئی جو پیاسے تھے، امام نے سب کو پانی پلانے کا حُکم دیا اور بذاتِ خُود بھی سب کو پانی پلایا اور جانوروں کو بھی پانی پلایا گیا، اس مُقام پر ظہر کی نماز ادا کی گئی اور سب نے ملکر امام کی امامت میں نمازِ ظہر ادا کی۔

اس مُقام پر امام نے حُر اور اُس کی فوج سے خطاب کیا اور فرمایا، مفہوم ''او اہلِ کوفہ تُم لوگوں نے میرے پاس اپنے قاصد بھیجے اور مُجھے خطوط لکھے کہ تُم لوگوں کے پاس کوئی امام نہیں اور میں کوفہ آؤں اور تم لوگوں کو اللہ کے راستے میں اکھٹا کروں اور تم لوگ میری بیعت کر سکو، تم لوگوں نے لکھا کے آپ اہلِ بیعت ہیں اور ہمارے معاملات کو اُن لوگوں کی نسبت جو ناانصافی کرتے ہیں اور غلط ہیں، بہتر طریقے سے حل کر سکتے ہیں، مگر اگر تُم لوگوں نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے اور مُنکر ہوگئے ہو اور اہلِ بیعت کے حقوق نہیں جانتے اور اپنے وعدوں سے پھر گئے ہو تو میں واپس چلا جاتا ہُوں''۔

حُر کے لشکر نے امام کو واپس نہیں جانے دیا اور اُنہیں گھیر کر کوفہ کی بجائے کربلا کی طرف لے گئے۔

نمبر 10: بیضہ

امام اگلے دن بیضہ پہنچے اور اس مقام پر پھر حُر کے لشکر سے خطاب کیا آپ نے فرمایا، مفہوم "لوگو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم ہو اللہ کے حرام قرار دیئے کو حلال کہے، خُدائی عہد و پیمان کو توڑے، سنت رسول کی مخالفت کرے اور اللہ کے بندوں پر گُناہ اور زیادتی کیساتھ حکومت کرتا ہو، تو وہ شخص اپنی زبان اپنے فعل اور اپنے ہاتھ سے اُس بادشاہ کو نہ بدلے تو اللہ کو حق پہنچتا ہے کے ایسے شخص کو اُس بادشاہ کی جگہ جہنم میں داخل کرے''۔

امام نے اس مُقام پر مزید فرمایا، مفہوم ''لوگو تمہیں معلوم نہیں کہ جن لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی اور اللہ سے مُنہ پھیرا، مُلک میں فساد

برپا کیا، حدودِ شرح کو معطل کیا اور مالِ غنیمت کو اپنے لیے مختص کر دیا، ایسی صورت میں مُجھ سے زیادہ کس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اصلاح کی کوشش کرے، میرے پاس تمہاریقاصد آئے اور خطوط پہنچے کے تُم نے بیعت کرنی ہے اور تُم میرے مددگار بنو گے اور مُجھے تنہا نہ چھوڑو گے، پس اگر تُم اپنا وعدہ پُورا کرو گے تو سیدھے راستے پر پہنچو گے‘‘۔

امام نے یہاں لوگوں کو اپنے حسب اور نسب کا حوالہ دیا اور فرمایا، مفہوم "اگر تُم اپنے وعدے سے پھر جاؤ گے تو تعجب نہیں، تُم اس سے پہلے میرے والد اور میرے چچا زاد بھائی مُسلم کیساتھ ایسا ہی کر چکے ہو اور عنقریب اللہ مُجھے تمہاری مدد سے بے نیاز کر دے گا‘‘۔

امام کی تقریر سُن کر حُر نے امام سے کہا کہ اگر آپ نے جنگ کی تو آپکو قتل کر دیا جائے گا، امام نے فرمایا "تُم مُجھے موت سے ڈراتے ہو اور کیا تمہاری شقاوت اس حد تک پہنچے گی کہ مُجھے قتل کر دو گے‘‘۔

حُر کے لشکر پر کوئی اثر نہ ہُوا اور وہ امام کو کربلا کی طرف گھیر کر لیجاتے رہے۔

نمبر 11: عزیب الجنات۔

اس مُقام پر امام کی مُلاقات طرماح بن عدی سے ہُوئی جس نے امام کو کوفے والوں کے خطرناک ارادے سے آگاہ کیا، جسے امام پہلے ہی جانتے تھے اور امام سے اپنے ساتھ کوہ آجاہ چلنے کی درخواست کی تا کہ امام وہاں پناہ لے سکیں۔ امام نے فرمایا، مفہوم "اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری قوم کو جزائے خیر دے، ہم میں اور ان لوگوں میں عہد ہو چُکا ہے اور اب ہم اس عہد سے پھر نہیں سکتے‘‘۔

نمبر 12 قصر بنی مقاتل۔۔

فیصلہ ہو چُکا تھا کہ امام کو کوفہ نہیں جانے دیا جائے گا چنانچہ حُر کے لشکر نے کوفہ کا راستہ بدل کر امام کو گھیر کر کربلا کی طرف لیجانا شروع کیا اور امام راستے میں قصر بنی مقاتل رُکے اور شام کے وقت میں امام نے فرمایا ’’بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں‘‘۔

امام کے 18 سالہ بیٹے علی اکبر امام کے قریب آئے تو امام نے فرمایا کہ اُنہوں نے خواب میں کسی کو کہتے سُنا ہے کہ یہ لوگ اُنہیں قتل کرنے والے ہیں۔ جس پر جناب علی اکبر نے امام کو تسلی دی اور فرمایا، مفہوم ’’کیا ہم سیدھے راستے پر نہیں ہیں‘‘۔

نمبر 13: نینوا۔۔

اس مُقام پر حُر کو ابن زیاد کا خط ملا جس میں اُس نے لکھا تھا کہ امام جہاں ہیں اُنہیں وہیں روک لو اور اُنہیں ایسی جگہ اُترنے پر مجبور کر دو جہاں

پانی اور ہریالی نہ ہو۔

حُر نے امام کو ابن زیاد کے خط سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا ہم اپنی مرضی سے نینوا میں خیمہ زن ہوں گے۔ جس پر حُر نے کہا کہ ابن زیاد کے جاسوس ہر چیز کی نگرانی کر رہے ہیں لہذا میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دے سکتا، پھر امام کا قافلہ ایک مقام پر پہنچا تو امام نے پُوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے؟ کسی نے جواب دیا کربلا۔ امام نے فرمایا یہ کرب و بلا کی جگہ ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمیں قتل کیا جائے گا۔

نمبر 14: کربلا

امام کے حکم پر کربلا کے میدان میں خیمے گاڑ دیئے گئے۔ دریائے فرات خیموں سے کُچھ میل کے فاصلے پر تھا اور یہ 2 محرم 61 ہجری کا دن تھا اور عیسوی کلینڈر پر 3 اکتوبر 680 کی تاریخ تھی۔

نوٹ: اس آرٹیکل میں کربلا کے حالات تفصیلاً بیان نہیں کیے جا رہے۔

اس آرٹیکل کا مقصد امام کے مکہ سے کربلا تک کے سفر میں آنے والی منازل اور چیدہ چیدہ واقعات کا ذکر کرنا تھا تا کہ جو لوگ نہیں جانتے اُنہیں 1731 کلومیٹر کے امام کے اس سفر کی تھوڑی آگاہی ہو

☆☆☆

☆. صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ واصحابہ وسلم.

نوٹ: ایک ایک تسبیح نمازِ فجر کے بعد

خواجہ سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:-

حضرت خواجہ سید شمس الدین امیر کُلال سوخاری بخاری رحمتہ اللہ علیہ آپ صحیح النسب سید ہیں۔آپ کا شمار سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین میں ہوتا ہیں۔آپ کے والد گرامی کا اسم امیر حمزہ تھا۔

جائے ولادت:-

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی جائے ولادت بخارا ہے۔شہر بخارا سے چھ میل کے فاصلہ پر سوخار نامی قریہ میں **676**ھ مطابق **1278**ء میں پیدا ہوئے۔آپ کی نسبت بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے **20** سال ان کی خدمت میں رہے۔

کلال کی وجہ تسمیہ:-

آپ کوزہ گری کا شغل رکھتے تھے فارسی میں کلال کوزہ گر (کمھار، داشتگر) کو کہتے ہیں معاش کا ذریعہ زراعت تھا۔طاقت ور پہلوان تھے،اوائل جوانی میں شوق سے کشتی کھیلا کرتے تھے۔چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا،ایک دن رامتین میں کشتی میں مصروف تھے کہ وہاں سے بابا سماسی کا گذر ہوا تو آپ وہیں کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے"یہاں موجود اس میدان میں اک مرد میدان جس کی صحبت سے کاملین زمانہ فیض یاب ہوں گے اور بندگان خدا کو فیض پہنچے گا، میں اسی لیے کھڑا ہوں"۔جب خواجہ امیر کلال کی نگاہ پڑی تو سب کچھ چھوڑ کر ان کے پیچھے چل پڑے اور طریق تصوف میں شامل ہو گئے۔یہ سیدزادے بابا سماسی کے ساتھ روانہ ہو گئے۔صحبت و خدمت میں رہ کر آپ کے خلیفہ بلکہ جانشین بنے۔آپ کے باکمال اور صاحب فیض ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا سید بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں۔

اولاد، خلفاء و مریدین:-

حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہ کے چار فرزند تھے۔ امیر برہان الدین، امیر حمزہ بن امیر کلال، امیر شاہ اور امیر عمر قدس اللہ اسرارہم۔ اور آپ قدس سرہ کے مریدوں کی تعداد ایک سو چودہ یا اس سے کچھ زیادہ تھی آپ کی صحبت کی برکت سے چار اشخاص تکمیلِ سلوک اور عظمت وجلالت کے مرتبے تک پہنچے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد بھی چار ہوئی ہے۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبند، مولانا عارف دیگگرانی، شیخ جمال الدین دہستانی اور شیخ یادگار رحمہم اللہ تعالیٰ۔ یہ تمام کے تمام صاحبِ حال اشخاص تھے۔ حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ہر ایک فرد کی تربیت اپنے ایک ایک خلیفہ کے سپرد کی تھی۔ حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہ کے چاروں خلفاء کے علاوہ لائق و فائق مریدین بہت سے ہوئے ہیں۔ جیسے (1) شیخ محمد خلیفہ آپ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے اکابر مریدین میں سے ہوئے ہیں۔ (2) شیخ شمس الدین کلال حضرت امیر کلال قدس سرہ کے جلیل القدر مریدین میں سے ہیں اور سفر مبارک میں حضرت امیر کلال قدس سرہ کے ہمراہ تھے اور اور قریہ قرشی سے صحرائے کفش تک پیادہ گئے۔ اور عراق میں مشائخ کے ساتھ ایک عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے۔ آپ نے ماوراالنہر میں حضرت امیر کلال کے طریقہ مراقبہ کو اپنایا اور اسے رواج دیا۔ (3) مولانا علاؤالدین کن سرونی آپ اکابر اصحاب میں سے ہے۔ (4) شیخ درازونی آپ عالم علوم ظاہری و باطنی تھے۔ (5) مولانا بہاؤالدین طوالیسی، (6) شیخ بدرالدین میرانی، (7) مولانا سلیمان، (8) شیخ ایمن اور (9) خواجہ محمد اِن کے علاوہ بہت صاحبان حضرت امیر کلال کے مرید ہیں۔ قدس اللہ اسرارہم۔

وصال باکمال:-

جمعرات 8 جمادی الاول 771ھ بمطابق 28 نومبر 1370ء بروز جمعرات کو اس دار فانی سے دائمی ملک بقا روانہ ہوئے مزار مبارک سوخار میں زیارت گاہ اور مرکز رشد و ہدایت ہے۔

☆☆☆

ملفوظات ذیشان

(حضرت پیر سید محمد ذیشان المجتبیٰ ضیاء الحسن مرکزی سجادہ نشین)

پیشکش: حافظ محمد فیض الرسول

حضور پیر سید محمد ذیشان المجتبیٰ ضیاء الحسن نے اپنے حلقہ ارادت کے احباب کی ایک محفل میں ارشاد فرمایا:

امام فخر الدین رازی کا وقت آخر:

امام فخر الدین رازی بہت بڑے عالم تھے جس وقت آپ کا آخری وقت آیا تو آپ نے کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا۔ عین اسی وقت شیطان مردود آن حاضر ہوا اور کہنے لگا۔اے فخر الدین رازی! جس کی تو عمر بھر عبادت کرتا رہا، جس کے حضور سجدہ ریزی کرتا رہا، اس کے واحد و یکتا ہونے کی تیرے پاس کیا دلیل ہے؟

آپ چونکہ ساری زندگی قرآن وحدیث پڑھاتے رہے۔آپ بہت بڑے عالم دین اور مشہور زمانہ ''تفسیر کبیر'' کے مصنف بھی تھے، آپ نے اس ضمن میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) دلیلیں دیں مگر شیطان بھی تو معلم الملکوت رہا تھا اس نے ایک ایک کر کے تمام دلیلوں کو رد کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس علمی دلائل ختم ہو گئے۔آپ لا جواب ہو گئے اور آپ کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔

ادھر شیخ نجم الدین کبریٰ وضو فرما رہے تھے۔آپ نے وضو کرتے کرتے پانی پھینکا اور فرمایا۔اے رازی! اس مردود کو کہہ، کہ میرا رب کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ میں اسے بغیر دلیل کے واحد و یکتا مانتا ہوں۔آپ نے یہی جواب دیا تو شیطان لاجواب ہو کر بھاگ گیا۔

دیکھئے وقت نزع توبہ کا موقعہ مل گیا کہ نہیں؟ وقت آخر آسانی ہو گئی یا نہیں؟ بڑی دلچسپ بات ہے کہ امام فخر الدین رازی حضور شیخ نجم الدین کبریٰ کے باقاعدہ مرید نہیں تھے۔ بلکہ کچھ دیر ان کی صحبت میں بیٹھے تھے اور ان سے عقیدت رکھتے تھے۔

وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا:

اسی طرح ایک دفعہ حضور قبلہ عالم سیدی و مرشدی پیر سید محمد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گرمیوں کے موسم

میں تشریف فرما تھے ڈاکٹر مہر دین صاحب سمندری والے جو آپ کو قلمی آم کاٹ کاٹ کر پیش کر رہے تھے، عرض کرنے لگے ۔حضور! اس وقت ہم پر اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اس جگہ اس مجلس میں آپ کی معیت میں بیٹھے ہیں کل بروز محشر جب آپ جنت میں ہوں گے۔ خدا جانے اس وقت ہم کہاں ہوں گے۔

آپ نے فرمایا: ''میرے پیر و مرشد حضور شاہ لاثانی سرکار کا صدقہ، جو فقیر کی مجلس میں ایک گھڑی بھی بیٹھا ہوگا وہ فقیر کے ساتھ ہوگا۔''

پس سمجھ لینا چاہیے کہ نسبتوں کے بڑے فائدے ہیں۔

نزع کا وقت:

حدیث پاک میں جان کنی کی مثال ململ کے اس باریک اور نازک کپڑے سے دی گئی ہے جسے کسی کانٹے دار جھاڑی پر ڈال کر کھینچا جائے۔ اس وقت جو حالت اس کپڑے کی ہوتی ہے وہی حالت نزع کے وقت انسانی جسم کی ہوتی ہے۔

جب مشکل وقت ہوتا ہے اس وقت ہوش و حواس قائم نہیں رہتے اس وقت انسان کے خیالات کسی اور طرف جاتے ہیں لیکن نسبت کا فائدہ اس وقت بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالی اس کو توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اتنی برکت ہے نسبت کی!

ہم نقشبندی بھی ہیں اور قادری بھی۔ ہمارے سلسلہ پاک میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت و برکت کی وجہ سے چاروں سلاسل کا فیض پایا جاتا ہے اور حضور سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے سلسلہ عالیہ مجددیہ میں چاروں سلاسل طریقت جمع ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی مطلوب تھے:

ایک طالب ہوتا ہے اور ایک مطلوب۔ سیدنا مجدد الف ثانی مطلوب تھے۔ چاروں سلاسل کے ائمہ نے چاہا کہ آپ ان کے سلسلہ میں آجائیں۔ اس لیے آپ نے چاروں سلاسل سے نسبت قائم کی اور آپ کی ذات پاک سے چاروں سلسلوں کا فیض جاری ہوا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم مجددی ہونے کے ناطے نقشبندی بھی ہیں اور قادری بھی۔

فیض غوث اعظم:

حضور غوث اعظم کا فیض بھی جاری ہے اور ہم تک ضرور پہنچتا ہے۔ بس آپ کے متعلق حسن اعتقاد کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں، اور اس کا ستر ننگا ہو جائے تو اللہ تعالی نے مجھے طاقت دی ہے کہ میں اس کا ستر ڈھانپ دوں۔''

آپ کی بڑی عظمت، بڑی شان ہے۔تمام اولیاء نے آپ کے حضور گردنیں جھکائی ہیں۔

ایک جگہ حضرت سیدنا مجدد صاحب نے وضاحت فرمائی کہ اگر ہم اولیائے اولین وآخرین سے محبت کریں گے تو چونکہ اولیائے اولین میں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اور اولیائے آخرین میں امام مہدی علیہ الرحمۃ شامل ہیں، اس لیے ان تمام کا فیض ہم تک پہنچے گا۔

یہ ہمارے لیے خوش قسمتی کا باعث ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں اللہ والوں کی سنگت نصیب فرمائی۔

عصائے غوثیہ:

ایک شخص تھا، عبداللہ زیاد۔ عبداللہ زیاد بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوا۔آپ اس وقت اپنے گھر سے مدرسہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے اور آپ نے اپنے ہاتھ میں عصا مبارک پکڑا ہوا تھا۔عبداللہ زیاد کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آج اپنے عصا مبارک سے کوئی کرامت دکھائیں، آپ نے اسی وقت اپنا عصا مبارک زمین میں گاڑ دیا تو وہ روشن ہو گیا اور کافی دیر تک چمکتا رہا۔فرمایا عبداللہ! بس یہی چاہتے تھے۔

میرے حضور قبلہ عالم:

میں ایک گاؤں میں گیا وہاں جمع ہونے والے احباب میں کچھ عمر رسیدہ لوگ بھی تھے۔میں نے کہا کہ بزرگ آگے آجائیں۔وہ آگے آگئے تو میں نے انہیں کہا کہ حضور قبلہ عالم کی باتیں سنائیں۔کیونکہ **من احب شیاا کثر ذکرہ** جو جس کا عاشق ہوتا ہے اس کی باتیں کرتا ہے۔اسکی باتیں سنتا ہے۔

وہ کہنے لگے کہ ہم نے تو حضور قبلہ عالم کی زیارت بھی کی ہے اور آپ کے ملفوظات بھی سنے ہیں۔آپ تو ہمہ وقت اپنے پیرومرشد سرکار لاثانی کی یاد میں مگن رہتے تھے۔آپ کی زبان مبارک پر یہی رہتا تھا: ”میرے حضور قبلہ عالم، میرے حضور قبلہ عالم“

عصائے چراغیہ:

میں نے کہا آپ کی کوئی بات سنائیں تو ایک بزرگ کہنے لگے۔ایک مرتبہ احباب نے ڈجکوٹ کے قریبی گاؤں کٹھور میں بعد از نماز عشاء محفل میلاد کا پروگرام بنایا۔آپ کی خدمت میں تشریف آوری کی درخواست کی گئی جو آپ نے منظور فرمالی۔ جس راستے سے گزر کر محفل میں جانا تھا وہاں ایک مکان تھا جو کسی محبت کرنے والے کا نہ تھا۔کسی دوسرے مسلک والے کا تھا۔ہم نے اس سے کہا کہ حضور قبلہ عالم تشریف لا رہے ہیں مہربانی کرکے رات کو اپنے گھر کے باہر والی

لائٹ جلا دینا تا کہ حضور کے گزرنے میں آسانی ہو۔ وہ شخص چونکہ محبت کرنے والا نہیں تھا اس لیے جب آپ وہاں سے گزرے تو اس نے شرارتاً لائٹ بند کردی ۔لوگوں کو اس کی یہ حرکت ناگوار گزری اور کہنے لگے کہ اس اس نے اچھا نہیں کیا۔آپ یہ حالت دیکھ کر فرمانے لگے :''کوئی بات نہیں ۔اللہ تعالیٰ ہمارا راستہ روشن فرمادے گا۔''لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ کا عصا مبارک اسی وقت روشن ہوگیا اور جس مقام تک جانا تھا وہاں تک روشن رہا۔

ایک دفعہ عصا روشن ہوا حضور غوث اعظم کا اور دوسری دفعہ وقت کے غوث حضور قبلہ عالم کا۔

جب حضور قبلہ عالم کا وصال ہوا تو آپ کا جنازہ شیخ المشائخ حضرت فضل عثمان مجددی (افغانستان) نے پڑھایا۔انہوں نے جنازہ کے بعد تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں آپ کو بتاتا کہ آپ کا مقام ومرتبہ کیا ہے۔میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آپ وقت کے غوث ہیں ۔اور یہ سارا فیضان اس مرد خدا ہی کا چل رہا ہے۔''

غوثِ اعظم اور کشفِ قبور:

ایک بزرگ اپنے ملنے والوں کو لے کر بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہوئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے جسمِ اقدس سے نور نکلنا شروع ہوا۔ وہ نور اتنا پھیلا کہ ہم نے اس کی روشنی میں قبور کی حالت اور اہلِ قبور کے معاملات کو دیکھ لیا۔

قبلہ عالم نما اور کشفِ قبور:

میرے والد گرامی حضور قبلہ عالم نما سیدی ومرشدی ومولائی حضرت پیر سید محمد انیس المجتبیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ ایک واقعہ سنایا۔آپ فرماتے ہیں کہ ہم مراڑہ شریف ڈیرے پر قیام پذیر تھے۔میں اس وقت ایک کم عمر بچہ تھا۔ مجھے منکر نکیر دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔

ڈیرے پر ایک درویش بڈھے خاں کا انتقال ہوگیا۔وصال کے بعد جب انہیں دفن کیا گیا تو ان کی قبر مبارک سے نور نکل رہا تھا۔

تدفین کے بعد حضور قبلہ عالم نے قبر سے تقریبا چالیس قدم پر کھڑے ہوکر دعا کی ۔میرے والد گرامی بیان فرماتے ہیں کہ میں اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے پہلو میں کھڑا تھا۔حضور قبلہ عالم نے اپنی کہنی میرے سر پر رکھی۔جب کہنی میرے سر پر لگی تو مجھے قبر کے سارے مناظر نظر آنے لگے اور میرے دل میں منکر نکیر دیکھنے کی جو خواہش تھی وہ پوری

ہوگئی۔میں نے دیکھا کہ بابا بڈھے خاں اپنی دونوں ٹانگوں میں اپنا سر دے کر پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہیں ۔اوران کی حالت دگرگوں ہوچکی ہے ۔جوں جوں آپ دعا فرماتے گئے بابا بڈھے خاں کی حالت بہتر ہوتی گئی ۔یہاں تک کہ ان کی پریشانی کی کیفیت دور ہوگئی اوران کا چہرہ پرسکون نظر آنے لگا۔

☆☆☆

اخبار سالکاں

11 محرم الحرام کوبسلسلہ گیارویں شریف مرکزی جامعہ چراغیہ گوجرہ میں ماہانہ ختم پاک کا اہتمام کیا گیا۔ک کا اہتمام کیا گیا۔اس پروگرام کی صدارت صاحبزادہ حضور پیر سید محمد عثمان المجتبی شاہ صاحب نے فرمای۔اس محفل پاک میں علامہ کرام اورنعت خواں حضرات نے بھرپور شرکت فرمای۔

16 محرم الحرام کو دربار عالیہ چراغیہ والٹن لاہور میں سالانہ عرس پاک کا اہتمام کیا گیا۔ اس پروگرام کی صدارت صاحبزادہ حضور پیر سید محمد ذیشان المجتبی شاہ صاحب ،صاحبزادہ حضور پیر سید محمد عثمان المجتبی شاہ صاحب اور صاحبزادہ حضور پیر سید محمد احسان المجتبی شاہ صاحب نے فرمای۔اس محفل پاک میں علامہ کرام اورنعت خواں حضرات نے بھرپور شرکت فرمای۔ پروگرام کے اختتام پر صاحبزادہ حضور حضور پیر سید محمد احساں المجتبی شاہ صاحب نے بیان بھی فرمایا اور دعا بھی فرمای۔اس پروگرام میں ملک بھر سے تعلق رکھنے والے مریدین نے شرکت کی۔

27 محرم الحرام کوبسلسلہ گیارھویں شریف مراڑہ شریف میں ماہانہ ختم پاک کا اہتمام کیا گیا۔ اس محفل پاک میں علامہ کرام اورنعت خواں حضرات نے بھرپور شرکت فرمائی۔

☆☆☆

جگر گوشہ حضور قبلہ عالم نما

الحاج پیر سید

محمد ذیشان

المجتبیٰ ضیاء الحسن شاہ صاحب

مرکزی سجادہ نشین: دربار عالیہ چراغیہ پیر کالونی شریف والٹن کینٹ لاہور